نوری دار الافتاء

مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ۔ موبائل نمبر۔ 9759522786

کافروں کو قربانی کا گوشت دینا منع ہے

مسئولہ: (مولانا) حسن نوری گونڈوی خطیب وامام نورانی مسجد اجین ایم پی۔

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و مفتیان ذوی الاحترام درج ذیل مسئلہ میں

زید کہتا ہے کہ قربانی کا گوشت کافر کو دیا جاسکتا ہے۔ خواہ وہ ذمی ہو مستامن ہو یا حربی ہو۔ زید کا جواب حسب ذیل ہے:
قربانی کا گوشت خواہ کچا ہو یا پکا ہوا ہو، کسی مالدار یا فقیر غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ بلکہ اگر غیر مسلم پڑوسی ہو اور قربانی کا گوشت کھانے میں رغبت رکھتا ہو تو پڑوسی کی بنا پر دینے سے حق جوار کا بھی ثواب ملے گا۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِينِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ''

[سورہ نساء آیت ۳۶]

ویھب منھا مایشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی، (فتاوی ہندیہ)

یجوز ان یطعم من الاضحیۃ کافرا (اعلاء السنن) اویھدیہ لغنی اوفقیر مسلم اوکافر (اعلاء السنن)

نیز فتاوی دار العلوم دیوبند پندرہویں جلد کے صفحہ ۵۷۱، پر لکھا ہے۔
''قربانی کا گوشت ہنود وغیرہ کو بطریق تصدق دے سکتے ہیں'' اس کے حاشیہ میں لکھا ہے۔
''کیوں کہ یہ صدقات واجبہ میں سے نہیں ہے بلکہ نفل صدقہ ہے اور نفل صدقہ غیر مسلم کو دینا درست ہے''
لیکن حضور اعلیٰ حضرت نے فتاوی رضویہ شریف میں کافر کو قربانی کا گوشت دینے کے سلسلے میں فرمایا ہے:
''یہاں کے کافروں کو گوشت دینا جائز نہیں'' (فتاوی رضویہ قدیم، جلد ۳ ص ۴۶۷)

اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید کا قول اور فتاوی دار العلوم دیوبند کے مطابق کسی بھی کافر کو قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں لیکن حضور اعلیٰ حضرت ناجائز قرار دے رہے ہیں۔ بلکہ فتاوی فیض الرسول، فتاوی مرکز تربیت افتاء وغیرہ اہل سنت کے فتاوی میں عدم جواز کا ہی قول ہے۔ اور دلائل بھی دونوں طرف موجود ہیں۔ ایسی صورت میں قربانی کے گوشت کو کافر خاص کر ہمارے یہاں کے ہنود کو دینے کے سلسلے میں کیا حکم ہے؟
دلائل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب ـــــــــــــــــــ بعون الملک الوہاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ حبیبہ الکریم

ازروے شرع قربانی کا گوشت ذمی کافر کے علاوہ کسی اور کافر کو دینے کی اجازت نہیں ہے۔ نہ حربی کافر کو نہ مستامن کو۔

اس سے پہلے کہ ہم اپنے دلائل پیش کریں مناسب ہے کہ زید کے دلائل کا جائزہ لے لیں۔

زید نے کافر کو قربانی کا گوشت دینے کے جواز میں قرآن مقدس کی جس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے۔ پہلے ہم اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں اس کے بعد اس پر کلام کرتے ہیں۔

(ترجمہ) ”اوراللہ کی بندگی کرواوراس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤاورماں باپ سے بھلائی کرواوررشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اوردور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اورراہ گیراوراپنی باندی غلام سے بے شک اللہ کو خوش نہیں آتا کوئی اترانے والا بڑائی مارنے والا“ [ترجمہ قرآن کنزالایمان، پارہ ۵، سورہ نساء آیت ۳۶]

اس آیت کریمہ میں رشتہ داروں، پڑوسیوں وغیرہ سے حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

لیکن ہم بتادیں کہ اس آیت کریمہ میں پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم تو ہے مگراس میں کافر حربی شامل نہیں ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے یہودی و نصاری کا ذکر کیا ہے۔ اوراس ضمن میں چند روایتیں بھی پیش کیں جن سے بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ اس حکم میں کفار سے یہود و نصاری اور بعض اقوال کے مطابق ذمی کافر مراد ہیں۔

لیکن حربی کافروں کا ذکر ترک کیا گیا ہے۔ اور چند تفاسیر میں حربی کافر کواس حکم سے خارج مانا گیا ہے۔ جس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ قرآن پاک میں اللہ پاک نے کافر حربی کے ساتھ حسن سلوک سے منع فرمایا ہے۔ ذمی وغیرہ کفار کے ساتھ حسن سلوک کی اجازت عطا کی ہے۔ اللہ پاک کا یہ حکم ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے:

”لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ إِنَّمَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوا عَلَى إِخْرَاجِكُمْ أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔

اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمھارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرواور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو۔ بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں اللہ تمہیں انہیں سے منع کرتا ہے جو تم سے دین میں لڑے یا تمہیں تمھارے گھروں سے نکالا یا تمھارے نکالنے پر مدد کی کہ ان سے دوستی کرواور جو ان سے دوستی کرے تو وہی ستمگار ہے۔“ [ترجمہ قرآن کنزالایمان پارہ ۲۸ سورہ ممتحنہ آیت ۸،۹“]

ملاحظہ کریں مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں بالکل صاف صریح حکم موجود ہے۔ پہلی آیت میں ذمی کافر مراد ہیں جن سے صلہ رحمی اوراحسان کی اجازت دی گئی ہے۔ اوردوسری آیت سے حربی کافر مراد ہیں جس کے ساتھ احسان اور صلہ رحمی

سے منع کیا گیا ہے۔ ملا جیون علیہ الرحمہ کی تفسیرات احمدیہ میں اس آیت کی تفسیر حسب ذیل ہے۔ ملاحظہ ہو:

''ھاتان الآیتان الاولیٰ فی جواز الاحسان الی الذمی والثانیۃ فی عدمہ الی الحربی''

ان دونوں آیتوں میں پہلی آیت ذمی سے احسان کے جواز کے سلسلے میں ہے اور دوسری آیت حربی سے احسان کے عدم جواز کے بارے میں ہے۔آگے فرماتے ہیں:

''والحاصل ان الایۃ الاولی ان کانت فی الذمی والثانیۃ فی الحربی کما ھوا لظاھر وعلیہ الاکثرون کان دالا علی جواز الاحسان الی الذمی دون الحربی، ولھذا تمسک صاحب الھدایۃ فی باب الوصیۃ ان الوصیۃ للذمی جائزۃ دون الحربی لانہ نوع احسان و لھذا المعنی قال فی باب الزکوٰۃ ان الصدقۃ النافلۃ یجوز اعطاء ھا للذمی دون الحربی''

حاصل یہ ہے کہ پہلی آیت (جس میں نیک سلوک کی رخصت ہے) اگر ذمی کے حق میں مانی جائے اور دوسری آیت (جس میں احسان وغیرہ کی ممانعت ہے) حربی کے حق میں مانی جائے۔ جیسا کہ یہی ظاہر ہے اور یہی اکثر ائمہ کا مذہب ہے تو یہ آیتیں دلیل ہوں گی کہ ذمی کے ساتھ نیک سلوک جائز ہے۔ حربی کے لئے نہیں، اور اسی لئے صاحب ہدایہ نے وصیت کے باب میں انھیں آیتوں سے استدلال کرتے ہوئے ذمی کے لئے وصیت کو جائز قرار دیا حربی کے لئے نہیں۔کیوں کہ وصیت ایک طرح کا احسان ہے اور اس معنی کر باب الزکوٰۃ میں فرمایا کہ نفلی صدقہ ذمی کو دینا جائز ہے حربی کو نہیں۔''

[تفسیرات احمدیہ، ص ۷۰۴،۷۰۷: پارہ ۲۸ سورہ ممتحنہ آیت ۸،۹'']

تفسیرات احمدیہ کی روشنی میں چند باتیں واضح ہوئیں ایک تو یہ کہ ذمی کے ساتھ احسان کی اجازت ہے مگر حربی کے لیے نہیں۔

دوسری بات یہ کہ نفلی صدقہ ذمی کو دینا جائز ہے حربی کو دینا جائز نہیں ہے۔

لہٰذا زید کا آیات کریمہ پیش کر کے اس سے حربی وغیرہ سبھی کفار کے لیے جواز کا حکم بیان کرنا بالکل نادرست ہے۔

کیوں کہ دوسری آیات سے حربی کفار کے ساتھ بھلائی کرنے سے منع کیا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ علما و فقہا نے بھی اپنی کتابوں میں صراحتًا مطلقًا حربی کافر کے ساتھ بھلائی کو ناجائز قرار دیا ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

''أجمعوا أنہ إذا ظھر أنہ حربی ولو مستأمنا لا یجوز وکذا فی المعراج معللا بأن صلتہ لا تکون برا شرعا ولذا لم یجز التطوع إلیہ فلم یقع قربۃ''

یعنی اس بات پر اجماع ہے کہ جب ظاہر ہو جائے کہ یہ حربی ہے اگرچہ مستامن ہو تو اسے صدقہ دینا جائز نہیں ہے اور ایسا ہی معراج الدرایہ میں ہے اس کی تعلیل یہ بیان کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ صلہ رحمی شرعًا نیکی نہیں ہے اور اسی لیے

اس کو نفل صدقہ بھی جائز نہیں ہے کہ اس سے قربت واقع نہیں ہوگی۔"[ردالمختار، ۳۰۲/۳،باب مصرف الزکاۃ]

فتاوی عالمگیری میں ہے:

"لا باس بان یصل الرجل المسلم المشرک قریبا کان او بعیدا محاربا کان او ذمیا و اراد بالحارب المستامن واما اذا کان غیر المستامن فلا ینبغی للمسلم ان یصله بشیء کذا فی المحیط۔

یعنی کوئی حرج نہیں کہ مسلمان مشرک سے کوئی مالی سلوک کرے خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، حربی ہو یا ذمی۔اگر حربی سے مراد مستامن ہے۔اگر غیر مستامن ہو تو مسلمان کو جائز نہیں کہ اس کے ساتھ کوئی نیک سلوک کرے، ایسا ہی محیط میں ہے۔"[فتاوی عالمگیری، کتاب الکراہیۃ،۳۴۷/۵]

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"تو وہ اصلاً محلِ احسان نہیں۔ابتدائے اسلام میں غیر محارب و محارب کفار میں فرق فرمایا تھا اُن سے نیک سلوک اور برابری کا برتاؤ جائز تھا۔اور اِن سے منع،اور اسی کو ان سے دوستی رکھنے سے تعبیر فرمایا تھا اور نہ دوستی تو کسی کافر سے کبھی حلال نہ تھی"

اور فرماتے ہیں:

"تو اب کسی کافر حربی سے برّ و صلہ جائز نہ رہا اگرچہ اس نے بالفعل محاربہ نہ کیا ہو"

[فتاوی رضویہ جدید،۳۳۳/۱۰۔۳۳۴]

مزید فرماتے ہیں:

"امام برہان الدین صاحب ذخیرہ نے محیط پھر علامہ جوی زادہ پھر علامہ شرنبلالی نے غنیہ میں فرمایا:

لایجوز للمسلم بر الحربی"

حربی کے ساتھ نیک سلوک مسلمان کو جائز نہیں ہے۔"[مرجع سابق،ج۱۴ص۴۵۹۔۴۶۰]

الغرض زید کی پیش کردہ آیت کریمہ میں غیر حربی کافر کے ساتھ ہی بھلائی تسلیم کی جائے گی۔حربی کے ساتھ احسان نہ کرنے پر سورہ ممتحنہ کی آیت پیش کردی گئی ہے۔

علاوہ ازیں زید کی پیش کردہ آیت کو مطلق مانا جائے تو سورہ ممتحنہ کی آیتوں کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟

نیز درج ذیل حدیث پاک کے بارے میں کیا کہا جائے گا جس میں پڑوسیوں کے حقوق کی تعلیم دیتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو قربانی کا گوشت کھلانے سے منع فرمایا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الجیران ثلاثة: فمنهم من له ثلاثة حقوق، ومنهم من له

حقان، ومنهم من له حق، فأما الذی له ثلاثة حقوق فالجار المسلم القريب له حق الجار , وحق الإسلام، وحق القرابة، وأما الذی له حقان فالجار المسلم له حق الجوار، وحق الإسلام، وأما الذی له حق واحد فالجار الكافر له حق الجوار "قلنا: يارسول اللّٰہ صلى الله عليه وسلم نطعمهم من نسكنا، قال: "لا تطعموا المشركين شيئاً من النسک''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پڑوسی تین طرح کے ہیں۔ ان میں سے ایک وہ جن کے تین حقوق ہیں اوران میں وہ جن کے لئے دو حق ہیں اوران کچھ وہ جن کا ایک حق ہے۔ مسلمان اہل قرابت میں سے ہے تو اس کے تین حقوق ہیں پڑوسی کا حق ،اسلامی حق اور حق قرابت۔اور غیر قریبی ہے تو دو حق ہیں پڑوسی ہونے کا حق اور اسلامی حق۔اور پڑوسی کافر کا ایک حق ہے پڑوسی ہونے کا حق۔ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنی قربانی میں سے انہیں کچھ کھلا سکتے ہیں فرمایا مشرکین کو قربانی میں سے کچھ مت کھلاؤ۔

[شعب الایمان للبیہقی،۱۲/۱۰۵۔کنزالعمال،۹/۱۸۶]

اس حدیث کی روشنی میں زید کی پیش کردہ آیت اوراس حدیث کے حکم میں واضح تضاد موجود ہے۔جس میں تطبیق کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ یہاں مشرکین میں غیرذمی کفارو مشرکین مراد لیے جائیں ۔اوردوسری ،قربانی کے گوشت کوواجبی نہ مانا جائے۔لیکن پھر بھی اس میں کفار میں غیرحربی کفار ہی شامل ہوں گے۔

تفسیر قرطبی میں بھی یہی تطبیق بیان کی گئی ہے۔ملاحظہ کریں:

امام قرطبی لکھتے ہیں:

''قال العلماء: الأحاديث في إكرام الجار جاءت مطلقة غير مقيدة حتى الكافر كما بينا. وفي الخبر قالوا: يارسول الله أنطعمهم من لحوم النسک؟ قال: (لا تطعموا المشركين من نسک المسلمين) ونهيه صلى اللّٰہ عليه وسلم . عن إطعام المشركين من نسک المسلمين يحتمل النسک الواجب في الذمة الذی لا يجوز للناسک أن يأكل منه ولا أن يطعمه الأغنياء . فأما غير الواجب الذی يجزيه إطعام الأغنياء فجائز أن يطعمه أهل الذمة''

یعنی علما نے فرمایا کہ پڑوسی کی تعظیم میں مطلق غیر مقید احادیث وارد ہوئی ہیں یہاں تک کہ کافر بھی اس میں شامل ہے۔جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔

اور حدیث میں صحابہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم کفار کو قربانی کا گوشت کھلائیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کو مسلمانوں کی قربانی کا گوشت نہ کھلاؤ۔مشرکین کو مسلمانوں کی قربانی کھلانے سے روکنے میں احتمال ہے کہ اس سے وہ قربانی مراد ہے جو ذمہ میں واجب ہو کہ جس کا قربانی کرنے والے کے لیے کھانا اور مالداروں

کو کھلانا جائز نہیں ہے۔ لیکن غیر واجب جسے مالداروں کو کھلانا جائز ہے پس جائز ہے کہ وہ ذمیوں کو بھی کھلائی جائے۔"[تفسیر قرطبی سورہ نساء آیت ۳۶]

لب لباب یہ ہے کہ مسلمان اور غیر حربی کفار پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے گا۔ البتہ حربی کفار کے ساتھ صلہ رحمی نہ کی جائے گی انہیں قربانی کا گوشت نہیں دیا جائے گا۔

رہا زید کا جملہ کفار کو قربانی کے گوشت کو کھلانے اور انہیں گوشت دینے پر فتاوی عالمگیری اور اعلاء السنن کی درج ذیل عبارات

ویھب منھا مایشاء للغنی والفقیر والمسلم والذمی (فتاوی ہندیہ)

یجوز ان یطعم من الاضحیۃ کافرا (اعلاء السنن) اویھدیہ لغنی اوفقیر مسلم اوکافر (اعلاء السنن)

سے استدلال کرنا تو یہ بھی درست نہیں ہے۔ اولاً اس لیے کہ اعلاء السنن میں کافر کا ذکر مطلق ہے۔ لیکن فتاوی عالمگیری میں ذمی کی قید ہے اور صدقات وغیرہ معاملات میں صرف ذمی کی قید احترازی ہے جس سے حربی و مستامن خارج ہے۔ عام طور پر کتب فقہ و فتاوی میں بہت سے مسائل میں ذمی کی قید لگائی گئی ہے تو اس میں ذمی کے علاوہ کفار حربی وغیرہ کو خارج مانا جاتا ہے۔

بحر الرائق میں ہے:

''قید بالذمی؛ لأن جمیع الصدقات فرضا کانت أو واجبۃ أو تطوعا لا تجوز للحربی اتفاقا''

یعنی حکم مقید کا ذمی کے ساتھ اس لیے کہ تمام صدقات فرض ہوں یا واجب یا نفل حربی کے لیے بالاتفاق جائز نہیں ہیں۔"[بحر الرائق شرح کنز الدقائق: ج۲ ص۲۶۱، باب المصرف]

اور دوسری بات وہ جس کی تفصیل ہم پیچھے کر آئے کہ قرآن و حدیث میں بھلائی کا حکم مطلقاً دیا گیا مگر دوسرے مقام پر اس کی وضاحت کر کے حربی کفار کے ساتھ احسان سے منع کیا گیا۔ یوں ہی حدیث پاک میں مطلقاً بھلائی کا حکم ہوا مگر مشرکین کو قربانی کا گوشت دینے سے منع کیا گیا۔ لیکن اس حکم میں مفسرین و محدثین اور فقہا نے حربی کی قید لگا کر ذمی کو اس حکم سے خارج کر دیا۔ لہٰذا کتب فقہ کی معتمد کتابوں میں قربانی کا گوشت کافر کو دینے کی صراحت بس ذمی کے ساتھ ہے جس کا صاف مطلب ہے کہ اس میں حربی شامل نہیں ہے۔

ہم پیچھے ذکر کر آئے کہ حربی کے ساتھ بھلائی کی شرعاً ممانعت ہے۔ لیکن ذمی اس سے خارج ہے، اسی لیے یہاں بھی وہی حکم ہوگا۔ حربی کو گوشت دینا بطور صدقہ ہو یا بطور ہدیہ ہو احسان میں شامل ہے اور اس کے ساتھ احسان منع ہے۔ اگر زید اعلاء السنن کی عبارت کے پیش نظر یہ کہے کہ یہاں کفار کا ذکر مطلقاً ہے تو اس کے جواب میں حدیث شریف ہی کافی ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلقاً مشرکین کو گوشت کھلانے سے منع فرمایا۔

علاوہ ازیں علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری، اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح بخاری میں مطلقاً مشرکین کو ہدیہ دینے، ان کے ساتھ احسان کرنے کی ممانعت کا ذکر کرتے ہوئے نیز اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقول اللّٰہ تعالیٰ (لا ینھاکم اللّٰہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم أن تبروہم وتقسطوا إلیهم إن اللّٰه یحب المقسطین) والمراد من ذکر الآیة بیان من تجوز له الهدیة من المشرکین، ومن لا تجوز. ولیس حکم الهدیة إلیهم علی الإطلاق... ولا یجوز الإهداء للمشرکین إلا للأبوین خاصة، لأن الهدیة فیها تأنیس للمهدی إلیه، وألطاف له، وتثبیت لمودته، وقد نهی اللّٰہ تعالیٰ عن التودد للمشرکین بقوله: (لا تجد قوما یؤمنون باللّٰه والیوم الآخر یوادون من حاد اللّٰه ورسوله) الآیة، وقوله تعالیٰ: (یا أیها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم أولیاء تلقون إلیهم بالمودة)''

یعنی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اللہ تمہیں ان سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین میں نہ لڑے اور تمہیں تمھارے گھروں سے نہ نکالا کہ ان کے ساتھ احسان کرو اور ان سے انصاف کا برتاؤ برتو۔ بے شک انصاف والے اللہ کو محبوب ہیں۔

اس آیت کو ذکر کرنے سے ان مشرکین کا بیان مراد ہے جنہیں ہدیہ جائز ہے۔ اور وہ جنہیں نہیں۔ اور انہیں ہدیہ دینے کا حکم مطلقاً نہیں ہے۔ اور سوائے والدین کے مشرکین کو ہدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ انہیں دینے میں ان سے انسیت، ان پر مہربانی اور ان کے ساتھ محبت ثابت ہو رہی ہے حالانکہ اللہ پاک نے مشرکین سے محبت کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اپنے اس فرمان کے ذریعہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اور اس فرمان سے:

''اے ایمان والو میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں خبریں پہنچاتے ہو دوستی سے''

[عمدۃ القاری شرح بخاری، کتاب الھبۃ، باب الھدیۃ للمشرکین، ۱۳/۱۷۳]

بالجملہ: **زید کا مطلقاً کفار کے لیے قربانی کا گوشت دینے اور کھلانے کا حکم بیان کرنا بالکل نادرست اور مفہوم قرآن و احادیث اور اقوال فقہا و علما کے خلاف ہے۔**

اب رہا مسئلہ فتاوی دیوبند میں ہنود جن کے حربی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، ان کے لئے قربانی کا گوشت دینے کے جواز میں یہ کہنا کہ ان کو صدقہ نافلہ دینا جائز ہے۔ یہ بھی سراسر تفسیرات مفسرین، تشریحات محدثین اور تصریحات فقہا کے خلاف ہے گزشتہ اوراق میں تفصیل گزر چکی ہے۔ البتہ حربی کافر کو صدقہ نافلہ دینے سے متعلق چند عبارات فقہا یہاں بھی نقل کیے دیتے ہیں تاکہ مزید اطمینان آپ کو حاصل ہو جائے اور آپ پر مسئلہ بالکل واضح ہو جائے۔

ہم یہ تفصیل حضور اعلیٰ حضرت کے حوالے سے نقل کریں گے تاکہ آپ نے جو بیان کیا ہے کہ حضور اعلیٰ حضرت ہنود کو گوشت دینے سے منع فرماتے ہیں وہ فرمان مدلل ہو جائے۔

حضور اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"یہاں اگر مسلمان مسکین نہ ملے تو کافر کو اصلاً نہ دے کہ یہ کفار ذمی نہیں، تو ان کو دینا قربانی ہو خواہ صدقہ، اصلاً کچھ ثواب نہیں رکھتا، درمختار میں ہے:

اما الحربی و لو مستامنا فجمیع الصدقات لایجوز له اتفاقا. بحر عن الخانیة وغیرہا۔

حربی اگر مستامن بھی ہو تو اس کو کوئی بھی صدقہ دینا بالاتفاق ناجائز ہے۔ بحر نے خانیہ وغیرہا سے نقل کیا۔

بحر الرائق میں معراج الدرایہ شرح ہدایہ سے ہے:

صلته لاتکون برا شرعا، ولذا لم یجز التطوع الیه فلم یقع قربة۔

اس سے صلہ شرعاً نیکی نہیں اسی لئے اس کو نفلی صدقہ بھی جائز نہیں لہٰذا عبادت نہ بنے گا۔"

[فتاوی رضویہ جدید، ۲۰/۲۵۳]

اور فرماتے ہیں:

"تو اس کو ران وغیرہ کچھ نہ دیں کہ کافروں کا صدقات وغیرہ میں کچھ حق نہیں، نہ اس کو دینے کی اجازت، غایہ سروجی و بحر الرائق و درمختار وغیرہا میں ہے:

اما الحربی و لو مستأمنا فجمیع الصدقات لایجوز له اتفاقا۔

لیکن کافر حربی اگرچہ مستامن ہو اس کو تمام صدقات دینا بالاتفاق ناجائز ہے۔

درایہ میں ہے:

صلته لاتکون برا شرعا۔ ولذا لم یجز التطوع الیه۔

اس کے ساتھ صلہ رحمی شرعی طور پر نیکی نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس پر احسان کرنا جائز نہیں۔"

[فتاوی رضویہ جدید، ۲۰/۵۸۹]

مزید فرماتے ہیں:

"تصدقوا علی اهل الادیان کلها، میں امر بتصدق ہے اور تصدق قربت جہاں قربت نہ ہو صدقِ تصدق محال ہے اور بہ تصریح ائمہ اہل حرب کو کچھ دینا اصلاً قربت نہیں تو وہاں صدق تصدق ناممکن۔ اور قطعًا حاصلِ حدیث یہ کہ جن کو دینا قربت ہے وُہ کسی دین کے ہوں ان پر تصدق کرو یہ ضرور صحیح ہے۔ اور صرف اہلِ ذمّہ کو شامل نصرانی ہوں خواہ یہودی خواہ مجوسی خواہ وثنی، کسی دین کے ہوں، اگر وُہ قول لیں کہ غنی کو دینا صدقہ نہیں ہوسکتا تو مسلمان غنی بھی اس عموم اہل الادیان کلہا میں نہیں آسکا کہ وہ محلِ صدقہ ہی نہیں اور کلام تصدق میں ہے، یہی جواب اس حدیث سے ہے کہ ہر جاندار سے بھلائی صدقہ ہے، ورنہ صحیح مسلم شریف کی صحیح حدیث میں فرمایا کہ جو وزغ کو ایک ضرب مارے سَو نیکیاں پائے"

[فتاوی رضویہ جدید، ۱۰/۳۳۲]

اور نہایہ، بحرالرائق وغیرہ کتب فقہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”نہایہ امام سغناقی وغایۃ البیان امام اتقانی وبحرالرائق وغنیہ علامہ شرنبلالی میں:

واللفظ للبحر صح دفع غیر الزکوٰۃ الی الذمی لقولہ تعالٰی لاینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین الاٰیۃ وقید بالذمی لان جمیع الصدقات فرضا کانت اوواجبۃ اوتطوعا لاتجوز للحربی اتفاقا کما فی غایۃ البیان لقولہ تعالٰی ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واطلقہ فشمل المستامن وقد صرح بہ فی النہایۃ۔

زکوٰۃ کے سوا اور صدقات ذمی کو دے سکتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: تمھیں اللہ ان سے منع نہیں فرماتا جو دین میں تم سے نہ لڑیں، ذمی کی قید اس لئے لگائی کہ حربی کیلئے جملہ صدقات حرام ہیں، فرض ہوں یا واجب یا نفل۔ جیسا کہ غایۃ البیان میں ہے۔ اس لئے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اللہ تمھیں ان سے منع فرماتا ہے جو دین میں تم سے لڑیں، حربی کو مطلق رکھا تو مستامن کو بھی شامل ہوا جو سلطان اسلام سے پناہ لے کر دارالاسلام میں آیا اسے بھی کسی قسم کا صدقہ دینا جائز نہیں۔

اور نہایہ میں اس کی صاف تصریح ہے۔“ [فتاوی رضویہ جدید، ۱۴/۴۴۳]

عنایہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”عنایہ امام اکمل میں ہے: التصدق علیھم مرحمۃ لھم ومواساۃ وھی منافیۃ لمقتضی الاٰیۃ۔

انھیں خیرات دینا ان پر ایک طرح کی مہربانی اور ان کی غمخواری ہے اور یہ حکم قرآن مجید کے خلاف ہے۔“

[فتاوی رضویہ جدید، ۱۴/۴۶۰، ۴۵۹]

الحاصل: ہنود کو قربانی کا گوشت دینا، ہدیہ کرنا، صدقہ کرنا کھلانا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ حربی کافر ہیں اور حربی کے ساتھ احسان وصلہ رحمی، ان کو ہدیہ وصدقہ ازروئے شرع ناجائز ہے۔ کما سبق۔

ھٰذا ماعندی والعلم عنداللہ تعالٰی

کتبہ

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی

نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور

مورخہ: ۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ